پیغامِ حج

۱۴۱۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوٰةُ والسَّلامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمدٍ وَآلِہِ الطَّاهِرِیْنَ قَالَ اللّٰہُ الْحَکِیْم: وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی وَ عَهِدْنَآ اِلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَ الْعٰکِفِیْنَ وَ الرُّکَّعِ السُّجُوْدِ."(۱)

ان ایام میں ایک بار پھر خدا کا گھر مضطر و مشتاق دلوں سے معمور ایک ایسے عظیم لشکر کا میز بان ہے جو دنیا کے کونے کونے سے اس کعبۂ امید کے گرد اکٹھا ہوا ہے۔ بیسیوں لاکھ افراد جن میں حضرتِ احدیت کی خالص بندگی کے سائے میں اتحاد واجتماع کا احساس پایا جاتا ہے؛ وہ آنکھیں جو اپنے آنسوؤں کے گلاب سے اپنے عظیم الشان پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اولیائے خدا علیہم السلام اور اسلام کے مجاہدوں اور بزرگ ہستیوں کی قدم گاہوں کو دھو رہی ہیں؛ وہ روحیں جو بیت اللہ الحرام اور تربتِ مصطفوی علیہ وآلہ آلاف السلام کے حریمِ ناز کے جلوؤں سے

نورانیت وطہارت حاصل کر رہی ہیں' دعاؤں کے لئے بلند ہاتھ جو حاجت و نیازمندی کے قافلے بارگاہِ بے نیاز میں روانہ کر رہے ہیں' درد و غم کے مارے وہ لوگ جو اپنے طبیبِ حقیقی کی بارگاہ میں کھڑے عالمِ اسلام کے درد و یاس کی ضمانت دینے والے علاج کی تلاش میں ہیں' (وہ درگاہ) جہاں دنیا کے ہر کونے سے تعلق رکھنے والے' ہر قوم و زبان اور رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والے ہمدرد مل جاتے ہیں' جہاں اکیلے ہو جانے والے کمزور و ناتواں افراد قوت و عظمت کا احساس پاتے ہیں۔ان دنوں ایک بار پھر امتِ مسلمہ کا ایک عظیم گروہ ان نگاہوں کے سامنے جو اس کی طرف سے کلفت کا شکار ہیں ہیبت و شکوہ کی جلوہ نمائی کا مشاہدہ کرتا ہے' دوستوں کو امیدوار اور دشمنوں کو خوف زدہ کر دیتا ہے' پیاسوں پر حکمت و رحمت کا مینہ برساتا ہے' افسردہ دلوں کو تازگی عطا کر دیتا ہے' جمود کے شکار دماغوں کو سوچنے اور کھلنے پر ابھارتا ہے۔

جی ہاں' یہ ایام عالمِ اسلام اور ملتِ اسلامیہ کے لئے عید کے ایام اور میعاد کے روز ہیں اور مناسب ہے کہ تمام مسلمان روئے زمین پر جہاں بھی ہیں خصوصاً بیت اللہ الحرام کے حجاج ان اوقات اور لحوں کو تعبّد و تعقّل کے لئے غنیمت سمجھیں اور جن لوگوں کو حج و زیارت کا گراں بہا موقع ہاتھ آیا ہے وہ اپنے ہاتھ رحمت و حکمتِ الٰہی سے بھر کر اپنے لئے بھی اور امتِ اسلامیہ کے لئے بھی نئے ارادوں اور فیصلوں کے ساتھ اپنے اپنے دیار و وطن کی طرف واپس آئیں۔

دینی فرائض کے درمیان حج وہ عظیم ترین فریضہ ہے جس میں انفرادی اور اجتماعی دونوں پہلوؤں کو ایک خاص شکل میں نمایاں طور پر رکھا گیا ہے۔

انفرادی اعتبار سے ہدف و مقصد تزکیۂ نفس' طہارت و پاکیزگی تک رسائی' حقیر و بے قیمت مادّی نمائشوں سے پرہیز اور ہر چیز سے منہ موڑ کر اپنی معنویت کی طرف توجہ' خداوندِ متعال سے انس و وابستگی' ذکر و دعا' گریہ و زاری اور حضرتِ حق سے توسل ہے' تاکہ انسان عبودیت و بندگی کی اس راہ کو جو کمال کی سمت جاتی ہے اور اللہ کی معین کردہ صراطِ مستقیم کو پالے اور اس پر قدم بڑھائے۔

اس میدان میں حج کے دوران تجربات کے مختلف مواقع اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ اگر کوئی غور وفکر اور پوری توجہ کے ساتھ ان مواقع سے فائدہ اٹھائے تو وہ بلاشبہ عظیم ثمرات حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائے گا۔ احرام وتلبیہ' طواف ونماز' سعی وہرولہ' وقوفِ عرفات ومشعر' رمی وقربانی اور ذکر اللہ کے تمام مقامات کو روح وحیات کی پُرمسرت فضا نے اپنی آغوش میں لے رکھا ہے۔ ان تمام مواقع پر ایک شخص کے لئے شرعی ذمے داریوں کی ادائیگی' زہد وتقویٰ اور حلم وبردباری کے حصول اور بعض پسندیدہ اخلاقی صفات اپنانے کا مناسب ماحول فراہم ہوجاتا ہے۔

اجتماعی اعتبار سے بھی حج دوسری تمام اسلامی عبادات میں یکتا و بے مثل ہے۔ کیونکہ حج امتِ مسلمہ کی قوت وشوکت' عزت وآبرو اور یکجہتی کا مظہر ہے۔ کوئی بھی اسلامی فریضہ' فریضۂ حج کی طرح فرد کو امتِ مسلمہ اور عالمِ اسلام کے مسائل کے بارے میں درسِ عبرت کا سامان فراہم نہیں کرتا اور نہ ہی حج کی طرح حوصلے اور حقیقت کے اعتبار سے قوت وشوکت' عزت وآبرو اور اتحاد ویکجہتی پیدا کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

حج کے اس پہلو کو نظر انداز کرنا مسلمانوں کو خیر وبرکت کے سرچشموں سے محروم کرنے کے مترادف ہے' جنھیں کسی اور راستے سے حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ انسانی معاشروں کے لئے قوی اقتدار اور قوت وشوکت تمام کامیابیوں کی کلید اور افرادِ معاشرہ کے لئے ایک پاک وپاکیزہ زندگی کے حصول کا وسیلہ ہے۔ قوی اقتدار اور قوت وشوکت سے مراد یہ ہے کہ وہ معاشرہ اور ملک علم واخلاق' دولت وثروت' مؤثر سیاسی نظام اور ضروری عزم وارادے کا حامل ہو۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر طاقتور معاشرہ ضروری ہدایت ورہنمائی' سرپرستی اور عدل وانصاف سے دور ہو تو اس کی دولت وثروت اور اس کا علم اسے سرکشی پر مجبور کردیتا ہے اور اس کے اخلاق اور عزم وارادے کو زائل کردیتا ہے' اسے انحطاط وزوال کی طرف لے جاتا ہے' جیسا کہ آج کل امریکہ جیسے ممالک میں ان علامتوں کو دیکھا جاسکتا ہے' لیکن ان توانائیوں کے فقدان سے سیاسی واخلاقی انحطاط کا عفریت نہایت تیزی کے ساتھ دوسرے ممالک پر مسلط ہوجاتا ہے اور قوموں سے دنیا وآخرت'

علم واخلاق بلکہ ہر چیز چھین لیتا ہے۔اسی لئے اسلام کی تمام سیاسی واجتماعی تعلیمات کا مقصد یہ ہے کہ امتِ مسلمہ قوت وشوکت، علمی واخلاقی، سیاسی اور روحانی ومادّی بالادستی کی حامل ہو۔

آج اقوامِ عالم کے تمام باشعور رہنما اس کوشش میں ہیں کہ ہر اس ذخیرے اور وسیلے سے استفادہ کیا جائے جس سے ان کی قوت وطاقت میں اضافہ ہو۔امتِ مسلمہ جو اپنے عوام اور ان کی جماعت کی موجودگی کے باوجود بین الاقوامی سطح پر عزت وآبرو اور عظمت وبزرگی کو لوٹا سکتی ہے، ہر مسلمان کو خاص کر اسلامی ممالک کے حکام اور حکمرانوں اور مسلمان شخصیتوں، روشن فکر افراد اور علما کو مسلسل اپنے ذہن میں اس سوال کا جواب دینے کے لئے سوچتے رہنا چاہئے۔

آج زیادہ تر تیل کے ذخائر، جو بلا مبالغہ دنیا کی موجودہ تہذیب کے لئے خون کا درجہ رکھتے ہیں، اسلامی ملکوں میں ہیں۔عالمی اہمیت کے حامل حساس ترین علاقے مسلمانوں کے اختیار میں ہیں، معدنی ذخیروں کا ایک بڑا حصہ جو موجودہ اور آئندہ دنیا کی تعمیر کے لئے بے حد ضروری ہے، ان ممالک کے پاس ہے، دنیا کی پوری آبادی کا پانچواں حصہ ان سے تعلق رکھتا ہے۔یہ ممالک جنھوں نے خود کو مسلمانوں پر مسلّط کر رکھا ہے، ان کی مصنوعات کے مصرف کے سب سے بڑے بازار ان کے ہاتھوں میں ہیں، ان کی مستحکم وپائیدار ومالا مال ثقافت اور علوم ومعارف نے ہی اہلِ مغرب کو موجودہ دنیا کی علمی ترقی اور عروج کے ابتدائی زینوں پر قدم رکھنا سکھایا ہے اور وہ مغربی علم وتمدن کی گردن پر حق رکھتے ہیں۔ان تمام باتوں کے باوجود آج عالمی سطح پر بین الاقوامی سیاست کے عمومی ضابطوں، دنیا کے اہم فیصلوں اور عالمی تعلقات پر مبنی اصولوں کے تعین میں مسلمانوں کا کوئی کردار نہیں۔اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ بہت سے اسلامی ممالک خود اپنی قومی پالیسیوں میں زور وزبردستی سے کام لینے والی ایک یا کئی استکباری حکومتوں کے پیچھے پیچھے ان کے اشاروں پر چل رہے ہیں۔ان کی حکومتیں غیروں کی پٹھو، ضعیف وبے اختیار، اور ان کی ملتیں گھٹن یا بے خبری کا شکار ہیں، ان کے علما اور روشن فکر افراد خوف ووحشت، بے اعتنائی اور راحت طلبی میں گرفتار ہیں اور نتیجہ یہ ہے کہ ان کے سرمائے تباہ وبرباد ہو رہے ہیں، ان کا سیاسی مقام استکباری حکومتیں معین کرتی ہیں اور

ان کے عوام اور ان کی جماعت کسی شمار میں نہیں لائی جاتی۔ اور عظیم اسلامی امت جسے آج اپنے ایک ایک فرد کے وجود سے عزت و اقتدار کے حصول کے لئے جس کی وہ واقعاً مستحق ہے فائدہ اٹھانا چاہیئے وہ اس طرح عوام اور ان کی جماعت کے ایک بڑے حصے سے محروم کر دی گئی ہے اور اسلام و مسلمین کے دشمن اس سے اسلام و مسلمین کو ضرر پہنچانے میں فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

عالمِ اسلام کی موجودہ صورتِ حال اور وہ افسوس ناک حوادث جنھوں نے اسلامی دنیا کے لاکھوں افراد کی زندگی کے ہر گوشے کو تلخ و دشوار کر رکھا ہے۔ مثلاً مقبوضہ فلسطین کا المیہ جس کی کہیں مثال نہیں ملتی، بالکان کے مسلمانوں کی تاریخی آزمائش، کشمیر اور افغانستان کے حالات، خلیجِ فارس کی پھٹ پڑنے والی کیفیت، بعض یورپی ممالک میں اقلیتوں کی حالت، یہ سب کے سب اس تلخ حقیقت کے واضح شواہد ہیں۔

عالمِ اسلام نے ابھی گزشتہ چند ہفتوں کے دوران دیکھا ہے کہ امریکی حکومت نے کس طرح پے در پے دو مرتبہ مشرقی بیت المقدس میں مسلمانوں کے گھروں کو ویران کرنے کے سلسلے میں صہیونی حکومت کی مذمت میں سلامتی کونسل کی قرارداد کو ویٹو کیا۔ یہ وہی امریکہ ہے جو اپنی دولت و اقتدار کا ایک بڑا حصہ مسلمان عرب ملکوں کے (امریکی بینکوں میں موجود) سرمائے سے حاصل کر رہا ہے اور ان میں سے بہت سے ممالک کی حکومتوں نے صاف طور پر اپنی دولت، احترام اور دوستی، بلکہ اپنے ملک کے خطے بھی اس کو سونپ رکھے ہیں۔ آخر امریکہ اس قولی و عملی دوستی کے جواب میں کیوں حتیٰ ایک بار بھی اس بات پر تیار نہیں ہوا کہ فلسطین کے مسئلے میں ان کی خواہش کا پاس و لحاظ کرے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عرب کے مسلمان حکام میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں جو صہیونی حکومت کی تازہ جارحیت (جو اس حکومت کے پچھلے پچاس سالہ جرائم کی یاد دلاتی ہے اور اس کی ایک اور کڑی ہے، حتیٰ ان تمام سمجھوتوں کی مخالف ہے جو مصالحت کے نام پر گزشتہ چند برسوں کے درمیان ہوئے ہیں) پر اس پر ناراض یا غصے میں ہو۔

لیکن سوال یہ ہے کہ امریکہ کے ساتھ عرب ممالک کے حکام کی دیرینہ دوستی اور وفاداری،

امریکہ کی طرف سے غاصب حکومت کی روزافزوں حمایت و پشتیبانی کی روش پر کیوں معمولی ترین اثر مرتب نہیں کرتی؟

ٹھیک ہے کہ امریکہ کی موجودہ حکومت اپنے اسلاف سے کچھ زیادہ ہی صہیونیوں کے لئے اپنی خود سپردگی کا مظاہرہ کررہی ہے، لیکن کب اور کہاں امریکہ میں برسرِ اقتدار آنے والی حکومتوں نے اپنے عرب دوستوں کو اپنے صہیونی بھائیوں کے برابر خیال کیا ہے؟ اور کب ایک بار بھی ایسا ہوا ہو کہ اس نے صہیونی غاصبوں کو اپنی طرف سے ناراض کیا ہو؟

اس موضوع پر بہت سی شرم آور باتیں بیان کی جاسکتی ہیں، اسی طرح عظمت کی داستانیں اور کبھی کبھی انانیت واستکباریت کی خیانت اور دشمن اور بیگانہ طاقتوں کی خباثت کوئی کم نہیں ہیں کہ اس مختصر پیغام میں سماسکیں۔ لیکن جو چیز میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ دشمن کی زیادتی کا سبب ہی یہ ہے کہ ان خود پسندی کے شکار گروہوں نے یہ پسند نہیں کیا کہ تمام قوتوں اور وسائل وامکانات سے فائدہ اٹھائیں اور عوام کی جماعت کو دشمن کے مقابلے میں کھڑا کریں۔

عالمِ اسلام کی سب سے بڑی پشت پناہ عظیم امتِ اسلامی ہے۔ یعنی یہ مسلمان ملتیں جن کا اعتماد واتفاق، باہمی تفاہم اور دیو کی مانند گرج پیدا کرنے والے ان کے احتجاجات، فکری قوت وصلاحیت، ان کے قوی وتوانا بازو اور ان کے خداداد قدرتی سرمائے ہر مغرور ومتکبر حکومت کے کانوں کو بہرا اور اس کی کمر کو خم کرسکتے ہیں۔

حج، اس عظیم، ناقابلِ شکست اور کبھی ختم نہ ہونے والی پشت پناہی کا ایک مظہر اور نمونہ ہماری نگاہوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور یہی وہ منزل ہے جہاں حج کے دوران برائت کے نعرے اپنے حقیقی معنی میں آشکارا ہوتے ہیں اور یہی وہ صورتِ حال ہے کہ مشرکین سے برائت میں مسلمانوں کی اجتماعی شرکت حج میں زندگی اور مفہوم پیدا کردیتی ہے۔ آیا اس وقت کوئی بھی مسلمان اس حکیمانہ قول میں شک کرے گا کہ: ''برائت سے خالی حج، حج نہیں ہے۔''

مسلمان قومیں یاد رکھیں کہ اگر وہ متحد ہوں تو خدا کا ہاتھ ان کے ساتھ ہے، اور خدا کا ہاتھ

عالمِ وجود کے ہر طاقتور وجود سے زیادہ قوی اور صاحبِ اقتدار ہے۔ مسلمان حکومتیں سمجھ لیں کہ ان کی ملتیں بے رحم و غارتگر توقعات سے پُر بے گانہ جارحیت کے مقابلے میں مضبوط ترین پشت پناہ ہیں۔ اگر ملتوں کے ساتھ سچائی پر مبنی طرزِ عمل اپنایا جائے تو حکومتوں کو قوت واقتدار حاصل ہوگا' نہ میدانِ جنگ میں دشمنوں سے ڈرنے کی ضرورت پڑے گی اور نہ ہی ملک کی تعمیر وترقی اور زندگی کے عام میدانوں میں کسی بیگانے کی مدد کی ضرورت کا احساس ہوگا۔

آج ایرانی حکومت اور وہاں کی قوم کی اسی یکجہتی کا نتیجہ ہے کہ خدا پر توکل اور بھروسہ کر کے امریکہ کی منہ زوریوں کے مقابل ایستادہ ہے اور اس کی مسلسل دھمکیاں اس کے پائے استقامت میں لرزش پیدا نہیں کرتیں اور وہ اپنے اندر ایسی قوت محسوس کرتی ہے کہ اپنی حقانیت پر بھروسہ کرتے ہوئے استکباری ایجنٹوں کی جانب سے چہار سو سے پڑنے والے ہر قسم کے دباؤ کے باوجود اپنے مستقبل کو درخشاں اور اپنی راہ وروش اور اپنے قلوب کو امید واطمینان سے سرشار پاتی ہے۔

دنیا بھر سے آئے ہوئے عزیز بھائیو اور بہنو! حج کی عظیم میعاد کو غنیمت سمجھئے' یہاں اپنے درمیان الفت وآشنائی کو مضبوط کیجئے' ایک دوسرے کے حالات سے باخبر اور ایک دوسرے کے تجربات سے سبق حاصل کیجئے۔ اسلامی جمہوریہ ایران کی عظیم ملت سے ان کے ثبات واستقامت کا راز جانئے' حج میں با آوازِ بلند اپنے اتحاد کا اعلان کیجئے۔ میں پورے خلوص اور سچائی کے ساتھ تمام مسلمان حکومتوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا رہا ہوں اور ان کی طرف سے عالمِ اسلام کے رنج وغم دور کرنے کے سلسلے میں باہمی تعاون اور ہم فکری کا خیر مقدم کرتا ہوں اور تمام مسلمان ملتوں سے انکساری کے ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی قدر وقیمت پہچانیں' اسلام اور قرآن کے نورانی احکام کی قدر کو درک کریں۔ امام خمینی رضوان اللہ علیہ نے اپنی اور اسلام کی طرف بازگشت' نیز اپنے اور اپنے بے شمار معنوی ذخائر کی قدر کو پہچاننے کا عظیم درس دیا۔ ملتِ ایران نے اس درس پر عمل کرتے ہوئے سعادت کے راستے پر قدم رکھا اور اس میں متعدد مراحل طے کیے اور بدستور اس راستے پر گامزن ہے۔ دوسری ملتوں کا راستہ بھی سعادت کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔ اگر ایسا

ہو جائے تو غاصب صہیونی حکومت کے پاس مسلمانوں کی طاقت کے سامنے مزاحمت کی قوت نہیں ہوگی۔ اور امریکہ فلسطینی قوم کی قسمت سے کھیلنے یا عرب حکومتوں کا مذاق اڑانے کی جرائت نہیں کرے گا۔ اگر ایسا ہو جائے تو عرب حکومتیں اپنے آپ کو مجبور نہیں سمجھیں گی کہ حق اور حقیقت کے برخلاف ملتِ فلسطین کو نظر انداز کریں اور مسئلہ فلسطین کو طاقِ نسیاں کی زینت بنا دیں' غاصب اور جارح حکومت کے ساتھ سیاسی و اقتصادی رابطہ قائم کر کے صہیونیوں کو عرب معاشروں تک پہنچنے کا راستہ فراہم کریں اور یوں اتنی آسانی سے اس حصار کو ختم کر دیں جو رفتہ رفتہ صہیونی حکومت کو ختم کر سکتا ہے۔

آخر میں تمام حجاجِ کرام کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ انفرادی خودسازی اور معاشرتی مستقبل سازی کے لئے حج کے گرانقدر موقع کو غنیمت جانیں اور امید کرتا ہوں کہ وہ مسلمانانِ عالم خصوصاً ان ملتوں کے لئے جو تلخ حوادث اور زندگی کی سختیوں میں گرفتار ہیں' دعائے خیر کریں گے اور اس حقیر کو بھی دعائے خیر میں فراموش نہیں کریں گے۔

وَسَّلامُ اللّٰہِ عَلیٰ بقیۃ اللّٰہ فی ارضہ وعجل اللّٰہ تعالیٰ فرجہ

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

سید علی الحسینی الخامنہ ای

دوم ذی الحجہ الحرام ۱۴۱۷ھ

حواشی:

(۱) اور اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے خانۂ کعبہ کو ثواب اور امن کی جگہ بنایا اور حکم دیا کہ مقامِ ابراہیم کو مصلیٰ بناؤ اور ابراہیم و اسماعیل سے عہد لیا کہ ہمارے گھر کو طواف اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک و پاکیزہ بنائے رکھو۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۲۵)